سندھ کے سہروردی مشائخ

میمن عبدالمجید سندھی۔ لیکچرار اسلامیہ کالج سکھر

عبدالحمید سہروردی ۔ روہڑی کے جنوب میں، دریائے سندھ کے کنارے پر تنین جوتھان[1] کے نام سے ایک پُر فضا مقام ہے۔ اس کے متعلق مختلف روایات مشہور ہیں۔ بکھر کے گورنر میر ابوالقاسم نمکین (وفات ۱۰۱۸ھ) نے اس شہر کو موجودہ شکل دی تھی اور "صفۂ صفا" نام رکھا۔ موسم گرما کی راتوں میں[2] اس پُر فضا مقام پر بیٹھ کر مجالس شعر و سخن منعقد کرتے تھے۔

آخر میں میر نمکین کو ان کی وصیت کے مطابق دفن بھی یہیں کیا گیا۔ آج وہاں جو قبریں موجود ہیں، وہ میر نمکین اور ان کی اولاد کی ہیں۔

سید محب اللہ شاہ نے اپنی کتاب تاریخ البلاد والقصبات میں لکھا ہے کہ جب ۴۱۹ھ میں سلطان محمود غزنوی کا تسلط سندھ پر ہوا تو سات یا نو عارفوں نے اسی جگہ پر چلہ کشی کی۔ فاضل مورخ نے ان میں سے کچھ عارفوں کے نام بھی دیئے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ عبدالحمید سہروردی۔ ۲۔ عبداللہ جریری۔ ۳۔ حمزہ بن رفیع۔ ۴۔ علی بن احمد ۵۔ حمزہ بن رفیع ۶۔ صفی الدین شیرازی۔ ۷۔ ابوالحسن خرقانی۔ ان بزرگوں کے جانے کے بعد لوگ اس جگہ کو متبرک

---

[1] اس سلسلے کا پہلا مضمون مارچ ۱۹۶۴ء میں ملاحظہ ہو۔

[2] بحوالہ محترم عطا محمد حامی" کا مضمون شائع شدہ روزنامہ "مہران" مورخہ ۱۴ راپریل ۱۹۵۸ء

سمجھ کر وہاں آکر نفل پڑھتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی زمانے میں عبدالحمید کے نام سے ایک سہروردی بزرگ سندھ میں آئے تھے؛ لیکن آپ کے متعلق زیادہ کچھ بھی معلوم نہیں ہوتا۔

شیخ خضر سیوستانی:۔ شیخ خضر کے نام سے دو بزرگ سیوھن میں گذرے ہیں ایک شیخ خضر مشہور قادری بزرگ تھے، جو میاں میر لاہوری سیوستانی کے مرشد تھے آپ نے ۹۹۴ھ میں وفات پائی دوسرے شیخ خضر، شیخ موسیٰ کے اولاد میں سے تھے۔ شیخ موسیٰ، ابوالفضل اور فیضی کے جد اعلیٰ تھے اور نویں صدی ہجری میں سیوھن میں آکر آباد ہوئے ان کی اولاد میں سے شیخ خضر دسویں صدی ہجری میں گذرے ہیں سیر و سفر کے دوران وہ ناگور میں پہنچے اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے جانشین شیخ بخاری اوچی کے مرید ہوئے۔ اس کے بعد وہاں ناگور میں ہی شیخ عبدالرزاق قادری اور شیخ یوسف سندھی سے بھی بیعت کی سیر و سفر کے بعد وہ واپس سیوھن میں آئے اور ۹۱۱ھ میں آپ کے فرزند شیخ مبارک تولد ہوئے[1] ابوالفضل اور فیضی شیخ مبارک کے فرزند ہیں۔ شیخ خضر کی وفات کی تاریخ معلوم نہیں۔ شیخ بخاری اوچی کے مرید ہونے کی وجہ سے ہم انہیں سہروردی بزرگوں میں شمار کرتے ہیں۔

شیخ فاضل قریشی۔ شیخ فاضل قریشی، حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کی اولاد میں سے تھے۔ آپ گیارہویں صدی ہجری کے شروع میں سندھ میں آئے اور "بکیرا" نامی ایک گاؤں میں متوطن ہوگئے، جو نصر پور سے تین کوس پر ہے۔ آپ کامل بزرگ ہونے کے علاوہ دنیاوی کاروبار میں بھی ذی اثر تھے۔ نہر "پران" کے کنارے پر "آمری" نامی ایک گاؤں تھا، جہاں حضرت غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی کی یادگار ایک درخت تھا اور قدیم الایام سے وہاں اس سلسلے کے فقیروں کا میلہ لگتا تھا۔ بعد میں اس جگہ پر حضرت مخدوم نوح کے مریدوں کا قبضہ ہوگیا تھا۔

---

[1] تحفۃ الکرام ج ۳۔ ص ۱۴۳

شیخ فاضل نے کوشش کر کے اس کا قبضہ حاصل کیا اور میلہ لگوانا شروع کیا۔[1]

شیخ شہر اللہ۔ یہ بزرگ بھی حضرت بہاؤالدین ملتانی کے اولاد میں سے تھے آپ شیخ فاضل کے زمانے میں ہی سندھ میں آئے۔ شیخ فاضل نے آپ کو داماد بنایا اور اپنا جانشین بھی منتخب کیا، کیونکہ شیخ فاضل کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ شیخ شہر اللہ کے دو فرزند ہوئے۔ ۱۔ شاہ سراج الدین۔ ۲۔ شاہ قائم الدین۔ قائم الدین شاہ کے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔[2]

شاہ سراج الدین شیخ شہر اللہ کے بعد آپ کے فرزند شاہ سراج الدین سجادہ نشین ہوئے۔ آپ نے پیری مریدی کا سلسلہ وسیع کیا اور شاہی دربار میں اثر و رسوخ حاصل کیا اس زمانے میں شاہ عنایت صوفی جھوک میراں پور والے کی شہادت واقع ہوئی۔ یہ فرخ سیر کا زمانہ تھا اور سندھ پر کلہوڑا حکمران تھے۔ کلہوڑوں کے ساتھ کچھ زمینداروں اور سجادہ نشینوں نے بھی شاہ شہید کی مخالفت میں کام کیا۔ شاہ سراج الدین ان دنوں دھلی تھے اور وہ شاہی دربار میں اس مسئلے کو لانے کے اولین محرک بنے۔ آخر بادشاہ کے حکم سے مغلیہ نواب نے ۱۱۳۰ھ میں شاہ شہید کو شہید کروایا۔ شاہ سراج الدین کو دو فرزند ہوئے۔ ۱۔ فاضل شاہ۔ ۲۔ مہر شاہ۔ پہلے فاضل شاہ مسند نشین ہوئے اور بعد میں آپ کے بھائی مہر شاہ سجادہ پر بیٹھے۔ اب بکیر ٹنڈو الہیار میں واقع ہے اور ہر سال فاضل شاہ کے مزار پر عرس ہوتا ہے۔ شیخ شہر اللہ کی اولاد اب "غوث پوٹہ" کے لقب سے مشہور ہے اور پیری مریدی کا سلسلہ جاری ہے۔

شیخ بھرکیہ کا تیار۔ کا تیار سندھ کے ساداتی پرگنہ کا قدیم گاؤں ہے۔ وہاں شیخ بھرکیہ ابن شاہو سندھ کے مشہور مجذوب گذرے ہیں۔ آپ مخدوم اسحاق بھٹی بالائی کے فرزندان مخدوم احمد اور مخدوم محمد کے ہم عصر تھے۔ یہ زمانہ جام نظام الدین سمہ کی حکومت کا تھا۔ حضرت شیخ صاحب نے ابتدا میں سخت ریاضتیں اور مجاہدے کئے۔ سردی اور گرمی میں صرف

---

[1] تحفۃ الکرام ص۱۵۹ [2] ایضاً

ایک چادر بدن پر اوڑھے رہتے تھے۔ اکثر دریائے سندھ کے کنارے بسر کرتے تھے اور غسل کرکے اور چادر تر کرکے نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ پھر جب چادر خشک ہو جاتی تھی تو پھر سے غسل کرکے اور چادر تر کرکے نماز پڑھنے لگتے تھے۔ تمام عمر اس طرح دشت پیمائی اور چلہ کشی کرتے رہے ایک مرتبہ ملتان گئے اور حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی کے سجادہ نشین سے بیعت ہوئے تحفتہ الکرام میں آپ کی زبانی ایک روایت بیان کی گئی ہے کہ ایک مرتبہ میں خدائی نور کے دیدار میں محو تھا کہ غیب سے آواز آئی "اے بھرکیہ! غلام بننا چاہتے ہو؟" میں نے کہا "نہیں" پھر آواز آئی "نوکر بنو گے" میں نے پھر بھی انکار کیا۔ اس طرح تین مرتبہ آواز آئی اور میں انکار کرتا رہا۔ آخر میں آواز آئی کہ اگر غلام اور نوکر بننا نہیں چاہتے ہو تو پھر تم ہی بتلاؤ کہ کیا بننا چاہتے ہو؟ میں نے جواب دیا "خداوندا! میں کچھ بھی نہیں ہوں اور کچھ بھی بننا نہیں چاہتا۔ پھر غیب سے میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرا گیا اور ارشاد ہوا۔ خداوند تعالےٰ نے تیری معرفت قبول فرمائی۔

شاہ عبدالکریم بلڑی والے کے ملفوظات بیان العارفین میں آیا ہے کہ سردی کی راتوں میں متواتر غسل کرکے نمازیں پڑھنے اور موسم گرما میں لق ودق صحرا میں نوافل پڑھنے سے آپ کے بدن کی کھال اتر گئی تھی۔ آپ کی ولادت اور وفات کی تاریخیں معلوم نہیں ہوئیں۔ لیکن تحفتہ الکرام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ مخدوم محمد اور مخدوم احمد کے ہم عصر تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نویں صدی کے آخر اور دسویں صدی کے شروع میں گذرے ہیں۔

مخدوم نوراللہ۔ عرف نورنگ، سومرہ خاندان سے تھے اور سرزمین جون[1] کے تعلقہ بھٹی کے گاؤں

---

[1] قدیم زمانے میں "ھاکڑو" نامی ایک علیحدہ دریا تھا، جو ہمالیہ سے نکل کر سمندر سے جاکر ملتا تھا اور مشرقی پنجاب، شمالی راجپوتانہ اور تھرکو آباد کرتا تھا۔ اس کے آثار اب تک موجود ہیں۔ گو کہ یہ قدیم زمانے میں خشک ہوگیا تھا۔ لیکن پھر بھی اس کی بہت سی نہروں کو دریائے سندھ سے پانی ملتا رہا۔ ان نہروں میں سے "پران" "رین" اور "سانگرھ" کے نام قابل ذکر ہیں۔ (باقی حاشیہ صفحہ ۶۴ پر)

ڈریاڑ کے رہنے والے تھے۔ ملتان کے سہروردیہ خانقاہ کی طرف سے لاڑ (سندھ کا نشیبی حصّہ) کے لئے خلیفہ تھے۔ آپ کا زمانہ دسویں صدی ہجری ہے۔ آپ کا مقبرہ ٹنڈو غلام حیدر میں ہے اور آپ کی اولاد اب "نورنگ پوٹہ" کہلاتی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند مخدوم عبدالحمید سجادہ نشین ہوئے جو اپنے وقت کے متبحر عالم اور عارف کامل تھے۔ اس کے بعد ان کے فرزند مخدوم اسحاق سجادہ نشین ہوئے، جو وقت کے مشہور عالم ہو گذرے ہیں۔ مخدوم رحمت اللہ ٹھٹوی آپ کے پوتے تھے جن کا احوال بعد میں آئے گا۔ اس خاندان میں شعر و شاعری کا شوق بھی رہا ہے۔

(بقیہ حاشیہ) ان نہروں میں کلہوڑوں کے زمانے تک کسی قدر پانی موجود تھا۔ نہر "رین" کے کنارے "جون" اور "فتح گڑھ" نامی عالیشان شہر موجود تھے، جو باغات اور سرسبزی کے لئے مشہور تھے۔ "جون" باغات کے علاوہ تجارت اور ثقافت کا بھی مرکز تھا۔ بڑے بڑے تجار دور دور سے یہاں آتے تھے معزول شہنشاہ ہمایوں نے سندھ سے گذرتے ہوئے جون کے باغ "باغ آئینہ" میں قیام کیا تھا اور اس جگہ کو بہت پسند کیا تھا۔ ہمایوں کی ہمشیرہ گلبدن بیگم نے "ہمایوں نامہ" میں یہاں کے باغات کی بہت تعریف کی ہے۔ ۱۸ صدی عیسوی میں مدد خاں پٹھان کی شورش کے دوران یہ شہر ویران ہوئے۔ "جون" شہر کے علاوہ پرگنہ بھی تھا۔

"بھکر ایک خوبصورت شہر ہے۔ دریائے سندھ کی ایک شاخ اس کے درمیان سے گزرتی ہے۔ شاخ کے وسط میں ایک خوبصورت زاویہ ہے، جہاں ہر آنے والے کو کھانا ملتا ہے اسے کشلو خاں نے تعمیر کیا تھا۔ یہاں میری ملاقات امام عبداللہ حنفی اور شمس الدین محمد شیرازی سے ہوئی، جن کی عمر ان کے بیان کے مطابق ایک سو بیس برس تھی۔

(سفر نامہ ابن بطوطہ)